صورت میں بھی جائز نہیں۔ اور یہی وہ نازک مقام ہے جس کو ملحوظ و مرعی رکھنا حد درجہ ضروری ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اسلام فرد اور معاشرہ میں جن مقدرات کا اظہار چاہتا ہے ان کا اظہار قطعی ہونا چاہیے اور تکمیل و اتمام کے جن انفرادی و اجتماعی خانوں میں فکر و اندیشہ کی خدمات کی ضرورت ہے یقینی طور پر ان کو آزمانا چاہیے کہ اس کے بغیر دین بالکل تہی تہی اور بے فائدہ ہو کر رہ جائے گا۔ مگر اس احتیاط کے ساتھ کہ وحی و عقل کے جو حدود ہیں وہ قائم رہیں اور اس سے اس کی محسوس اور کھلی ہوئی مصلحتوں کو گزند نہ پہنچنے پائے۔

اس محط الرجال میں دانش چانسلر حاج محمد خیال کی اچانک موت ایک زبردست قومی زیاں ہے۔ مرحوم نے گزشتہ چند ماہ میں جس محنت، اخلاص اور سلیقے سے کام کیا ہے اس کا سب کو اعتراف ہے۔ اس سانحے کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ زمام اختیار عرصے کے بعد ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں آئی تھی جو نہ صرف اس منصب کے لیے موزوں ترین اور علمی حلقوں میں جانا پہچانا اور متعارف تھا بلکہ جو صحیح معنوں میں علوم و فنون سے دلچسپی رکھتا تھا اور چاہتا تھا کہ ایسے خطوط پر یونیورسٹی کے نظم و نسق کو چلائے جو پارٹی پالیٹکس سے بالا ہو اور جس سے اشاعت علم کے عظیم مقصد میں خاطر خواہ کامیابی ہو سکے۔ مرحوم کی سب سے بڑی خوبی ان کی سادگی، اخلاص اور انہماک کام کرنے کا جذبہ تھا اور شاید یہی جذبہ ان کی موت کا سبب بھی بنا ـــــ مرحوم ایک پختہ فکر شاعر، اعلیٰ درجہ کے انسان اور راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ اللہ تعالیٰ انھیں غریق رحمت کرے اور ان کی محترم بیگم کو توفیق صبر عطا فرمائے۔ ادارہ ان کے حزن و غم میں برابر کا شریک ہے۔